Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 1234 1234
ISSN(P): 1234 1234
al-marjan.com.pk

Article QR

Muslim State's Limits and Restrictions on Departure: Evidence in the Light of Islamic Jurisprudence

مسلم ریاست سے خروج کی حدودوقیود:ادلہ شرعیہ کی تناظر میں

Authors

1. Waqas Ali Haider
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan, Punjab, Pakistan.
waqas.alihaider@gmail.com

2. Muhammad Asif
Lecturer,Govt.Graduate College, Bahawalnagar, Pakistan.

Citation

Haider, Waqas Ali and Muhammad Asif"Muslim State's Limits and Restrictions on Departure: Evidence in the Light of Islamic Jurisprudence." Al-Marjān Research Journal, 1, no.1, Jan-June (2023): 39– 48.

History

Received: January 10, 2023, **Revised**: February 16, 2023, **Accepted**: March 29, 2023, **Available Online**: June 25, 2023.

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
Copyright Muslim Intellectuals Research CenterAll Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Muslim State's Limits and Restrictions on Departure: Evidence in the Light of Islamic Jurisprudence

مسلم ریاست سے خروج کی حدود و قیود: ادلہ شریعہ کی تناظر میں

*وقاص علی حیدر　　　*محمد آصف

Abstract

The boundaries and restrictions on leaving a Muslim state are intricately tied to Islamic jurisprudence. Islamic law delineates the conditions and circumstances under which a Muslim may depart from the jurisdiction of a Muslim state. These regulations are based on the principles of Shariah, which aim to uphold justice, preserve social order, and safeguard the rights of individuals and communities. The concept of hijrah (migration) in Islam is significant, and it encompasses both physical and spiritual dimensions. While individuals have the freedom to travel and migrate, Islamic teachings emphasize the importance of fulfilling one's obligations to society and maintaining loyalty to one's homeland. The departure from a Muslim state is subject to various legal and ethical considerations, including the potential impact on the individual, the community, and the broader Muslim ummah. Scholars of Islamic jurisprudence have extensively debated the parameters of emigration and the rights and responsibilities associated with it. Moreover, contemporary challenges such as globalization, immigration policies, and political instability have prompted a reassessment of these boundaries in light of modern realities. In navigating the complexities of emigration, Muslims are encouraged to seek guidance from qualified religious authorities and adhere to the principles of justice, compassion, and ethical conduct.

Keywords: Migration, Islamic law, Muslim state, Jurisprudence, Shariah.

* لیکچرر، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، بہاولنگر، پنجاب، پاکستان۔

* ایم فل اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

تمہید

آج اگر اہل اسلام کے حالات میں غور وفکر کیا جائے اور دنیائے اسلام کے طول و عرض پر نظر ڈالی جائے تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس فتنے نے مسلمانوں کو پے درپے مصائب و آفات میں مبتلا کر رکھا ہے، ہر طرف عام ہو چکا اور شدت اختیار کر چکا ہے، وہ فتنہ خروج ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جسد امت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، حتی کہ امت مسلمہ میں اس فتنے کی وجہ سے قتل وغارت کا بازار گرم ہے اور ان لوگوں کے شر و فساد کی وجہ سے امت مسلمہ آج بہت کی بھلائیوں اور خیر خواہیوں سے محروم ہو چکی ہے۔ لہذا خروج کی شرائط و قیود اور چند ضروری باتیں نقل کی جاتی ہیں۔

خروج کی تفہیم

خَرَجَ ، یَخرجُ ، خُروجًا یعنی نکلنا، باہر آنا، نمودار ہونا اور اُبھرنا۔ جیسے کہا جاتا ہے " خَرَجَتِ السماء" آسمان کا صاف اور بادلوں سے خالی ہونا۔ اور اسی طرح یہ بھی مستعل ہے " خَرَجَت على السلطان اوالحكومة اوالقانون "بغاوت کرنا، عَلَم بغاوت بلند کرنا، خلاف ورزی کرنا یا قانون شکنی کرنا۔[1]

امام محمد بن عبد الکریم شہر ستانی، خروج کی تعریف میں لکھتے ہیں:

" كل من خرج عن الإمام الحق الذي اتفقت الجماعة عليه يسمى خارجيا سواء كان الخروج في أيام الصحابة على الأئمة الراشدين أوكان بعدهم على التابعين بإحسان والأئمة في كل زمان"[2]

"ہر وہ شخص جو عوام کی متفقہ مسلمان حکومت وقت کے خلاف مسلح بغاوت کرے اسے خار جی کہا جائے گا، خواہ یہ خروج و بغاوت صحابہ کرام کے زمانہ میں خلفاے راشدین کے خلاف ہو یا تابعین اور بعد کے کسی بھی زمانہ کی مسلمان حکومت کے خلاف ہو"

مسلم ریاست سے خروج کے جواز وعدم جواز کے مابین علماء کا اختلاف ہے۔

ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کے دلائل

بعض علماء کا کہنا یہ بھی ہے کہ قتال کی علت "ظلم" ہے اور قتال ہوتا ہی "ظالم" کے خلاف ہے چاہے وہ ظالم کافر ہو یا مسلمان ہو۔ جیسا کہ **آیت قرآنی:**

'' اذن للذين يقتلون بأنهم ظلموا ''[3]

"قتال کی اجازت دی گئی ان لوگوں کو کہ جن سے قتال کیا جارہا تھا اس لیے کہ ان پر ظلم ہوا ہے۔"

اور آیت مبارکہ:

'' ومالم لا تقاتلون في سبيل الله والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان الذين يقولون ربنا أخرجنا من هذه القرية الظالم أهلها واجعلنا ممن لدنك وليا واجعلنا ممن لدنك نصيرا ''[4]

---

1 وحید الزمان، **القاموس الوحید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، 421۔

2 شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، **الملل والنحل** (لبنان: دار المعرفہ، 1993ء)، 114۔

3 الحج، 39:22

4 النساء، 75:4

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ کے رستے میں قتال نہیں کرتے حالانکہ کمزور مرد عورتیں اور بچے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال کہ جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی سرپرست بنا اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا۔"

اور اسی طرح ان علماء کے نزدیک آیت مبارکہ:

" وقالوا التي تبغي حتى تفيء إلى أمر الله "[5]

"تم لڑائی کرو اس جماعت سے جو ظلم کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کیطرف لوٹ آئے۔

چند لوگ ان آیات سے اس بات کی دلیل لیتے ہے کہ ظالم مسلمان کے ساتھ بھی قتال واجب ہے۔

خروج کے عدم جواز کے دلائل

أ. امیر کی معصیت پر انکار کی مشروطیت

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

" ألا من ولى عليه وال فرآه يأتي شيئا من معصية الله فليكره ما يأتي من معصية الله ولا ينزعن يدا من طاعة "[6]

"خبردار! جس پر بھی کوئی امیر مقرر ہوا اور وہ اس امیر میں اللہ کی معصیت پر مبنی کوئی کام دیکھے تو وہ امیر کے گناہ کو ناپسند کرے لیکن اس کی اطاعت سے ہاتھ نہ کھینچے"۔

ب. صبر کی اہمیت اور اطاعت کے فوائد

" من كره من أميره شيئا فليصبر عليه فإنه ليس من أحد من الناس يخرج من السلطان شبرا فمات عليه إلا مات ميتة جاهلية "[7]

"جسے اپنے امیر میں کوئی برائی نظر آئے تو وہ اس پر صبر کرے کیونکہ کوئی بھی شخص جب حکمران کی اطاعت سے ایک بالشت برابر بھی نکل جاتا ہے اور اسی ع دم اطاعت پر اس کی موت واقع ہو جاتی ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے"۔

ج. امت پر حملہ اور انسانی حقوق کی پاسداری

" ومن خرج على أمتي يضرب برها وفاجرها ولا يتحاش عن مؤمنها ولا يفى لذي عهد عهده فليس مني ولست منه" [8]

5 الحجرات، 9:49

6 القشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** (لبنان: دار احیاء التراث العربی، 1990ء)، 3:1481

7 القشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، 3:1477

8 القشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، 3:1476۔

"اور جو ش بھی میری امت پر خروج کرے اور اس کے نیک و بد کار دونوں کو مارے اور امت کے مومنین کو بھی اذیت دینے سے نہ بچے اور نہ ہی کسی ذمی کے عہد کا لحاظ کرے تو نہ تو ایسے شخص کا مجھ سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی میرا اس سے کوئی تعلق"۔

د. فتنوں کی مواقع پر قوت کا استعمال

" من حمل علينا السلاح فليس منا " [9]

جس نے ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھائے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے"۔

ہ. حفاظت اور سلامتی کیلئے اقدامات

"كسروا فيها قسيكم وقطعوا أوتاركم واضربوا بسيوفكم الحجارة فإن دخل على أحدكم فليكن كخير ابنى آدم" [10]

فتنوں کے زمانے میں اپنی کمانیں توڑ دو۔ اور ان کی تانتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ اور اپنی تلواریں پتھروں پر دے مارو۔ پس اگر تم میں کسی ایک پر کوئی چڑھائی کرے تو وہ آدم کے دو بیٹوں میں سے بہترین کی مانند ہو جائے۔ علامہ البانیؒ نے اس روایت کو" صحیح "کہا ہے۔[11]

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس بھائی کی مانند ہو جانا کہ جس نے قتل ہونا تو پسند کر لیا تھا لیکن اپنے بھائی کو قتل کرنے سے انکار کر دیا تھا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"لئن بسط إلى يدك لتقتلني ما أنا باسط يدى إليك لاقتلك إني أخاف الله رب العلمين إني أريد أن تبوآ باثمي واثمك فتكون من أصحب النار وذلك جزاؤالظلمين " [12]

البتہ اگر تو نے میری طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تاکہ تو مجھے قتل کرے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف بڑھانے والا نہیں ہوں تاکہ میں تجھے قتل کروں۔ بے شک میں تمام جہانوں کے رب سے ڈرنے والا ہوں۔ بے شک میں یہ چاہتا ہوں کہ تم (یعنی قاتل) میرے اور اپنے گناہوں کے ساتھ لوٹ جاؤ اور اس کے سبب سے جہنم والوں میں سے ہو جاؤ اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے"۔

امام ابو حنیفہ کا خروج کے بارے میں نقطہ نظر

ظالم و فاسق مسلمان حکمران کے خلاف خروج کے بارے میں امام ابو حنیفہ بیان کی رائے کیا تھی؟ اس بارے میں حنفیہ کا اختلاف ہے۔ امام طحاویؒ (۲۳۹ تا ۳۲۱ھ) کی کتاب "عقیدہ طحاویہ "سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا نقطہ نظر ظالم و فاسق حکمران کے خلاف عدم خروج کا تھا۔ وہ لکھتے ہیں: یہ فقہائے ملت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مذہب پر اہل سنت والجماعت کے عقائد کا بیان ہے اور یہ ائمہ حضرات جن اصول دین کا اعتقاد رکھتے تھے اور یہ ان کو رب العالمین کا دین قرار دیتے تھے۔ یہ (رسالہ) ان عقائد و اصولوں کا بیان ہے... اور ہم اپنے مسلمان

---

9 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، 6:2591۔

10 ابو داود سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود** (بیروت: المکتب الاسلامی، 2005ء)، 4:100۔

11 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، **جامع الترمذی** (بیروت: دار المعرفہ، 1423ھ)، الرقم: 2204۔

12 المائدۃ: 5:29-28۔

حکمرانوں اور امراء کے خلاف خروج کو جائز نہیں سمجھتے اگرچہ وہ ظلم ہی کیوں نہ کریں۔ اور ہم ایسے حکمرانوں کے خلاف بد دعا بھی نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی اطاعت سے ہاتھ کھینچتے ہیں اور ان کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت میں شمار کرتے ہیں کہ جس کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے جب تک کہ یہ حکمران کسی گناہ کا حکم نہ دیں اور ہم ان کی اصلاح اور معافی کی دعا کرتے ہیں۔"

بے نماز حکمرانوں کے خلاف خروج

ایسا حکمران جو نماز نہ پڑھتا ہو اس کے خلاف خروج جائز ہے بشرطیکہ اس خروج کی طاقت واہلیت ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ترک نماز کو کفر قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے۔

إن بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلاة "[13]

"ایک شخص اور کفر و شرک کے مابین حد فاصل نماز کو ترک کر دینا ہے۔"

لہذا جو شخص نماز ادا نہیں کرتا، جمہور علماء کے نزدیک وہ مجازی یا عملی کافر ہے جبکہ علماء کی ایک جماعت اسے حقیقی کافر قرار دیتی ہے۔ ہمارا رجحان پہلی رائے کی طرف ہے۔

ظالم بے نماز اور مرتد حکمرانوں کے خلاف خروج کی شرائط

خروج کی تمام اقسام میں چونکہ مسلمانوں کے مابین قتل و غارت اور فتنہ و فساد کا اندیشہ ہوتا ہے لہذا اس کی کئی ایک شرائط علماء نے مقرر کی ہیں۔
خروج میں مسلمانوں کی بڑے پیمانے پر قتل و غارت، فتنہ و فساد اور امن و امان کی تباہی نہ ہو۔ اگر ایسا ہو تو ظالم بے نماز اور مرتد حکمران کے خلاف یہ خروج جائز نہیں ہوگا۔ شیخ صالح العثیمینؒ فرماتے ہیں:۔

"مهما كان الأمر الخروج على الحاكم ولو كان كفره صريحا مثل الشمس له شروط فمن الشروط أن لا يترتب على ذلك ضرر أكبر بأن يكون مع الذين خرجوا عليه قدرة على إزالته بدون سفك دماء أما إذا كان لا يمكن بدون سفك دماء فلا يجوز لأن هذا الحاكم الذي يحكم بما يقتضى كفره له أنصار و أعوان لن يدعوه ... لو فرض أنه كافر مثل الشمس في رابعة النهار فلا يجوز الخروج عليه إذا كان يستلزم إراقة الدماء واستحلال الأموال " [14]

"جیسا بھی معاملہ کیوں نہ ہو اور اگر حکمران کا کفر سورج کی طرح روشن ہی کیوں نہ ہو پھر بھی اس کے خلاف خروج کی کچھ شرائط ہیں۔ پس ان شروط میں ایک شرط یہ ہے کہ اس خروج کے نتیجے میں کوئی بڑا ضرر مرتب نہ رہا ہو لیکن جو لوگ حکمران کے خلاف خروج کر رہے ہیں، ان کے پاس بغیر مسلمانوں کی خون ریزی کیسے حکمران کو ہٹانے کی قوت وطاقت موجود ہو۔ پس اگر حکمران کو بغیر مسلمانوں کی خونریزی کے ہٹانا ممکن نہ ہو تو یہ خروج جائز نہ ہو گا کیونکہ اس حکمران کے بھی اعوان وانصار ہوتے ہیں جو ایسے فیصلے کرتا ہے جو اس کے کفر کے متقاضی ہیں... پس اگر یہ فرض کر بھی لیا جائے کہ وہ حکمران دن چڑھے سورج کی طرح کافر ہو گیا ہے تو پھر بھی اس کے خلاف خروج اس صورت میں جائز نہیں ہو گا کہ جو صورت مسلمانوں کا خون بہانے اور ان کے مال کو حلال کرنے کو مستلزم ہو"

---

13 القشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، 1:88۔

14 العسقلانی، حافظ ابن حجر، **فتح الباری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، 1417)، 8:13۔

علماء نے عدم خروج کی حکمت کے طور پر اسی وجہ کو بیان کیا ہے۔ لہٰذا ہر ایسا خروج کہ جس میں فتنہ و فساد اور مسلمانوں میں باہمی قتل و غارت ہو علماء اس کے مخالف ہیں۔

* امام نوویؒ بیان فرماتے ہیں کہ خروج کی حرمت کا سبب ہی یہی ہے کہ اس سے مسلمانوں میں باہمی قتل و غارت کا رستہ ہموار ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

" قال العلماء وسبب عدم انعزاله وتحريم الخروج عليه ما يترتب على ذلك من الفتن وإراقة الدماء وفساد ذات البين فتكون المفسدة في عزله أكثر منها في بقائه "[15]

"علماء نے کہا ہے کہ "ظالم و فاسق" حکمران کے معزول نہ ہونے کا سبب اور اس کے خلاف خروج کی حرمت کی علت یہ ہے کہ اس قسم کے خروج سے فتنے جنم لیں گئے اور مسلمانوں کا خون بہایا جائے گا اور مسلمانوں میں باہمی فساد پیدا ہو جائے گا۔ پس حکمران کو معزول کرنے میں جو فساد ہے وہ اس کے باقی رہنے سے بڑھ کر ہے"۔

* ابن بطالؒ نے بھی عدم خروج کی یہی حکمت بیان فرمائی ہے:

" وأن طاعته خير من الخروج عليه لما في ذلك من حقن الدماء وتسكين الدهماء "[16]

" اور اس (یعنی ظالم حکمران) کی اطاعت اس کے خلاف خروج سے بہت بہتر ہے کیونکہ اس اطاعت کے ذریعے بہت سا خون گرنے سے بچایا اور باہمی اختلاف کرنے والی جماعتوں کو سکون میں لایا جا سکتا ہے"۔

* امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ کسی شر کو ختم کرنے کے لیے امت مسلمہ میں جتنے بھی خروج ہوئے ہیں ان سے شر بڑھا ہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" وقل من خرج على إمام ذي سلطان إلا كان ما تولد على فعله من الشر أعظم مما تولد من الخير"[17]

" اور جس نے بھی کیا صاحب اختیار حکمران کے خلاف خروج کیا تو اس کے اس خروج سے پیدا ہونے والا شر اس سے پیدا ہونے والے خیر سے بہت بڑھ کر تھا"۔

امام ابن تیمیہؒ مزید فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کا کسی ظالم حکمران کے ساتھ ساٹھ سال گزارنا بغیر امام کے ایک رات گزارنے سے بہتر ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

" ولهذا روى أن السلطان ظل الله في الأرض ويقال ستون سنة من إمام جائر أصلح من ليلة واحدة بلا سلطان والتجربة تبين ذلك . ولهذا كان السلف كالفضيل بن عياض وأحمد بن حنبل وغيرهما يقولون لو كان لنا دعوة مجابة لدعونا بها السلطان " [18]

" اسی وجہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ حکمران زمین میں اللہ کا سایہ ہوتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے: ظالم حکمران کے ساتھ ساٹھ سال گزارنا بغیر حکمران کے ایک رات گزارنے سے بہتر ہے اور تجربہ بھی اس کی گواہی دیتا ہے۔

---

15 النووی، یحیٰی بن شرف، **المنھاج**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ)، 12:229۔

16 العسقلانی، **فتح الباری**، 13:8۔

17 ابنِ تیمیہ، شیخ الاسلام، **منھاج السنۃ النبویۃ** (مدینہ منورہ: الجامعۃ الاسلامیۃ، 1424ھ)، 4:314-313

18 شیخ الاسلام علامہ ابنِ تیمیہ، **مجموع الفتاویٰ** (مدینہ منورہ: الجامعۃ الاسلامیۃ، 1424ھ)، 28:390۔

اسی وجہ سے مساف صالحین فضیل بن عیاضؒ اور امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ کہا کرتے تھے۔ اگر ہماری کسی دعا کو بارگاہ الٰہی میں شرف قبولیت کا پروانہ عطا ہوتا تو ہم ضرور حکمران کی اصلاح کی دعا کرتے"۔ جہادی تحریکوں سے وابستہ بعض جذباتی نوجوانوں کا خیال یہ ہے کہ پاکستان میں پاک آرمی کا کنٹرول ہو یا انڈیا کی آرمی کا، دونوں طاغوت ہیں لہذا ہمارے لیے برابر ہے۔ پس پاکستانی حکومت کو کمزور کرو، چاہے اس کے نتیجے میں یہاں امریکہ یا انڈیا قابض ہو جائے تو پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پہلے بھی طاغوت کی حکومت ہے اور امریکہ و انڈیا کے قبضے کے بعد بھی طاغوت ہی کی حکومت ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ یہ فرق ہوگا کہ ایک طاغوت کی جگہ دوسرا طاغوت لے لے گا۔ اب ائمہ سلف صائین کے مذکورہ بالا اقوال پر غور کریں اور اس کے بالمقابل ان نوجوانان پاکستان کے خیالات رکھیں تو سوچ میں زمین و آسمان کا فرق معلوم ہوگا۔

1. اگر کفر صریح کی وجہ سے خروج ہو رہا ہے تو اس کفر صریح کا فیصلے علماء کی ایک جماعت کرے گی نہ کہ کوئی ایک عالم دین یا نوخیز جذباتی نوجوان کیونکہ حکمران کی تکفیر ایک عام انسان کی تکفیر کی مانند نہیں ہے۔ شیخ صالح الفوزانؒ لکھتے ہیں:

" فإذا بلغ إلى الكفر البواح الكفر الأكبر فإنه حينئذ لا بيعة له ولكن من الذي يحكم بكفره؟ لايحكم بكفره إلا الراسخون في العلم الذين يصدرون عن كتاب الله وسنة رسول الله ولا يصدرون عن الأهواء"[19]

"پس اگر حکمران کا کفر کفر بواح یا کفر اکبر تک پہنچ جائے تو اس وقت اس کی بیعت جائز نہیں ہے۔ لیکن کون اس حکمران کے کفر کا فیصلہ کرے گا؟ اس حکمران کے کفر کا فیصلہ صرف وہ" راسخون فی العلم " کریں گے جو کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے فتوی جاری کرتے ہیں نہ کہ اپنی خواہشات سے"۔

2. اگر حکمران کے کفر صریح یا ظلم یا نماز میں کوئی شبہ ہو تو اس کے خلاف خروج جائز نہیں ہوگا۔ شیخ صالح العثیمینؒ فرماتے ہیں:۔

" يعني أنه لو قدرنا أنهم فعلوا شيئا نرى أنه كفر لكن فيه احتمال أنه ليس بكفر فإنه لا يجوز أن ننازعهم أن نخرج عليهم "[20]

"مراد یہ ہے کہ اگر ہم یہ سمجھیں کہ حکمرانوں نے جو کام کیا ہے وہ کفر ہے لیکن اس فعل کے کفر یہ نہ ہونے کا بھی احتمال موجود ہو تو پھر ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم ان سے امارت چھیننے کی کوشش کریں یا ان کے خلاف خروج کریں"۔

3. اگر کفر کی وجہ سے حکمران کے خلاف خروج ہو رہا ہو تو وہ کفر ایسا ہو جو علماء کے ہاں متفق علیہ ہو۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ بعض علماء تو حکمران کے کفر کے فتوے جاری کر رہے ہوں اور بعض اس کی تکفیر کے قائل نہ ہوں۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے" امداد الفتاوی "میں لکھا ہے:۔

کہ" إلا أن تروا كفرا بواحا "میں" رأی "کا ایک مفعول لایا گیا ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ کفر ایسا صریح ہو کہ ہر کسی کو نظر آئے اور علماء کا اس کفر کے کفر ہونے پر اتفاق ہو یعنی علماء کے ہاں وہ کفر متفق علیہ ہو۔ مولانا تقی عثمانی نے بھی" شرح مسلم "میں مولانا کے اس قول کا خلاصہ نقل کیا۔ 21

---

19 Shaikh Salih Alfawzan, Al-khurooj Alal Wulat, Retrieved 14 June, 2012 from http://www.alathary.net/vb2/archive/index.php/t-756.html81

20 Shaikh Mohammad Alothaimeen, Al-amr Bil Maroof wa Nahi Anil Munkir, Retrieved 14 June, 2012 from http://www.ibnothaimeen.com/all /books/article_18033.shtml

21 تقی عثمانی مفتی، تکملۃ فتح الملھم شرح صحیح المسلم (کراچی: مکتبۃ دار العلوم، س۔ن)، 3:329-328۔

4. اگر کفر بواح کی بنیاد پر حکمران کے خلاف خروج کیا جارہا ہے تو یہ دیکھا جائے گا کہ حکمران کے جن افعال پر کفر بواح کا فتوی لگایا جارہا ہے وہ ان میں متناول تو نہیں ہے۔ اگر تو حکمران کے لیے خروج کرنے والوں کے الزامات کی کوئی مناسب تردید موجود ہو تو اس حکمران کے خلاف خروج جائز نہ ہو گا۔

ڈاکٹر یوسف القرضاوی لکھتے ہیں:

" فإن كان الخروج عن طاعة الحكم بالسيف أي بالقوة المادية العسكرية من فئة لها قوة وشوكة ...فإن كان لهم شبهة في خروجهم وهو ما يعبر عنه الفقهاء بأن لهم تاويلا سائغا أي له وجه ما كان يعترضوا على بعض المظالم الو اقعة أو على التقصير في تطبيق بعض جوانب الشريعة أو التهاون مع أعداء الدين والأمة بالتمكين لقواتهم أو جنودهم من أرض الإسلام أو غير ذلك مما له وجه وإن كان الرد عليه ممكنا وميسورا فهؤلاء (بغاة) كما سماهم الفقهاء في المذاهب المختلفة وقتال البغاة مشروع لقول الله تعالى وفقاتلوا التي تبغي حتى تفيء إلى أمر الله وللحديث من أتاكم وأمركم جميع على رجل واحد يريد أن يشق عصاكم ويفرق جماعتكم فاقتلو"[22]

پس اگر حکمران کی اطاعت سے خروج تلوار یعنی مادی و عسکری قوت کے ساتھ سی ایسے گروہ کی طرف سے ہو جس کے پاس قوت وشان وشوکت ہو .. پس اگر تو حکمرانوں کو اس گروہ کے خروج میں کوئی شبہ ہو لیکن فقہاء کی زبان میں ہم یہ ہیں گئے کہ حکمرانوں کے پاس اس گروہ کے اعتراضات کی کوئی آسان تاویل موجود ہو چاہے یہ اعتراضات کسی بھی نوعیت کے ہوں مثلا خروج کرنے والے حکمرانوں پر یہ اعتراض کریں۔

کہ انہوں نے ظلم کیے ہیں یا وہ یہ الزام عائد کریں کہ حکمرانوں نے بعض گوشوں میں شریعت اسلامیہ کی تھیلی میں کوتاہی کی ہے یا وہ یہ اعتراض کریں کہ حکمرانوں نے امت مسلمہ اور دین اسلام کے دشمنوں ان کی افواج اور لشکروں کے مسلمان ممالک پر قبضے کے بارے میں سستی کا مظاہرہ کیا ہے ۔ یا اس کے علاوہ وہ کوئی اور اعتراض وارد کریں۔ پس اگر اس اعتراض کا رد ممکن اور آسان ہو تو پھر یہ خروج کرنے والے باغی کہلائیں گے جیسا کہ مختلف فقہی مذاہب میں فقہاء نے ان کو یہ نام دیا ہے۔ ایسے باغیوں سے قتال اللہ تعالی کے اس قول کے مطابق مشروع ہے: پس تم قتال کروان لوگوں سے جو بغاوت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔ اور اس حدیث کی وجہ سے بھی ایسے باغیوں سے قال ہو گا کہ جس میں ہے: جب تمہارے پاس کوئی شخص اس حالت میں آئے کہ تم سب ایک شخص کی قیادت میں جمع ہو اور وہ شخص تمہارے اقتدار کو ستم اور اجتماعیت کو توڑنا چاہے تو اس کو کر دو"

5. حکمران کے خلاف خروج اس وقت جائز ہے جبکہ خروج کرنے والوں کے پاس اس خروج کی اہلیت واستطاعت ہو یعنی اس بات کا غالب امکان ہو کہ اس خروج کے نتیجے میں ظالم بے نماز اور کفر بواح کا مرتکب حکمران معزول اور عادل حکمران کی تقرری ہو جائے گی۔

ابن تینؒ، داودیؒ سے نقل کرتے ہیں:۔

" الذي عليه العلماء في أمراء الجور أنه إن قدر على خلعه بغير فتنة ولا ظلم وجب وإلا فالواجب الصبر" [23]

[22] Faqid Ahsas, *Halil Muzaharat Alsaleemah Halal aw Haram*, Retrieved 14 june,2012

[23] العسقلانی، **فتح الباری**، 13:78۔

"ظالم حکمرانوں کے بارے میں علماء کا جو موقف ہے وہ یہ ہے اگر اس ظالم حکمران کی معزولی بغیر فتنے اور ظلم کے ممکن ہو تو پھر ایسا کرنا واجب ہو گا ورنہ صبر کرنا واجب ہے۔"

6. خروج تب کیا جائے جب بگاڑ بڑی نوعیت کا ہو، یعنی جب حکمران کھلے بندوں واضح احکامات شریعہ کی دھجیاں بکھیرنے لگیں، اسلامی نظام اطاعت معطل ہو کر غیر اسلامی نظام اطاعت غالب آچکا ہو۔ دوسرے لفظوں میں خروجِ امارۃ ضالہ و کفر کے خلاف کرنا چاہئے۔ فقہاے کرام نے جواز خروج کی جس شرط پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ شریعتِ اسلامی کا معطل ہو جانا ہی ہے:

علامہ شامی فرماتے ہیں:۔

"تین چیزوں سے دارالاسلام دارلحرب میں تبدیل ہو جاتا ہے، اہل شرک کے احکام کے اجرا سے، اس شہر کے دارالحرب سے متصل ہونے سے، امن اسلام کے خاتمے سے۔" 24

خلاصہ بحث

مسلم ریاست سے خروج کی حدود و قیود کا تعارفی مطالعہ انتہائی اہم ہے۔ خروج کی لغوی تعریف اور اصطلاحی تعریف کی روشنی میں، علماء کے مابین خروج کے جواز و عدم جواز پر اختلافات آئے ہیں۔ اس بحث میں ظالم حکمرانوں کے خلاف خروج کے دلائل اور خروج کے عدم جواز کے دلائل پر بھی غور کیا گیا ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نقطہ نظرات اور بے نماز حکمرانوں کے خلاف خروج کی شرائط بھی مطالعہ کیے گئے ہیں۔ یہ بحث مسلم ریاست میں سیاسی، اخلاقی، اور دینی حکومت کی معیاری اصولوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔ پس ان شرائط کی موجودگی میں خروج جائز ہے اور اگر ان شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو خروج جائز نہیں ہو گا چاہے ظالم و فاسق مسلمان حکمران ہو یا مرتد یا کافر ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتابیات

* وحید الزمان، **القاموس الوحید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)۔
* شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، **الملل والنحل** (لبنان: دار المعرفہ، 1993ء)۔
* القشیری، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** (لبنان: دار احیاء التراث العربی، 1990ء)۔
* البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)۔
* ابو داود سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود** (بیروت: المکتب الاسلامی، ، 2005ء)۔
* ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام، **جامع الترمذی** (بیروت: دار المعرفہ، 1423ھ)۔
* العسقلانی، حافظ ابن حجر، **فتح الباری** (مدینہ منورہ: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، 1417)۔
* النووی، یحیی بن شرف، **المنھاج**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1392ھ)۔
* ابن تیمیہ، شیخ الاسلام، منھاج السنۃ النبویۃ (مدینہ منورہ: الجامعۃ الاسلامیۃ، 1424ھ)۔

24 ابن عابدین شامیؒ، **فتاوی شامی** (کراچی: زکریا بکڈپو، دیوبند، 1417)، 4:55۔